علمی مضامین سلسلہ نمبر ۵

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث ،فقیہ ،مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جوتا حال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

عید

تکبیر اور تعظیمِ شعائر اللہ کا مقدس دن

لفظِ عید اور اُس کی حقیقت :

''عید'' عربی لفظ ہے ہم اِس کو نام کے طور پر اِستعمال کرتے ہیں جیسے ''ہولی ، دِیوالی'' ایک تہوار مانا جاتا ہے شب ِ براء ت اور محرم کو تہوار کہا جاتا ہے ایسے ہی عید اور بقرعید بھی دو تہواروں کے نام سے سمجھے جاتے ہیں مگر اپنے اصل و حقیقت کے لحاظ سے ''عید'' کے یہ معنٰی نہیں ہیں۔

عِید ، عَود، عُود، عادت، اِن سب الفاظ کا مأخذ ایک ہی ہے اور ''بار بار'' ہونے کا مفہوم اِس مأخذ یعنی ''عودٌ'' کا بنیادی نقطہ اور مرکزی مفہوم ہے۔ اِس بناء پر ہر دِن ''عید'' ہے کیونکہ وہ بار بار آتا رہتا ہے اور نہ صرف دِن بلکہ ہر ایک رات اور ہر ایک شب ِ دیجور[1] کو بھی ''عید'' کہا جا سکتا ہے کیونکہ اِس کا چکر بھی برابر چلتا رہتا ہے اور وہ بھی یکے بعد دیگرے مسلسل آتی رہتی ہے لیکن محاورہ اور عرفِ عام نے کچھ حدیں قائم کر دیں۔ ''ع ی دْ'' کے اِس لفظی قالب میں مسرت اور خوشی کی رُوح پھونکی گئی ہے کامیابی اور بامرادی کا ہار اِس کے گلے میں ڈالا گیا اور اِجتماعی زندگی کا تاج اِس کے سر پر رکھا

---

[1] سیاہ، تاریک

گیا یعنی ''عید'' اُس پُر مسرت اور بامراد دِن کو کہا جانے لگا جو اِجتماعی اور قومی زندگی کی تاریخ میں کسی کامیابی اور کامرانی کا مالک ہو اور اِس کی یاد بار بار دِلا کر جسمِ ملت کی سوکھی رگوں میں مسرت کی اُمنگ اور خوشی کی تازگی پیدا کرتا رہتا ہو۔ لفظ اور معنی کے تجزیہ اور تحلیل کے بعد ہم اِس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ لفظِ ''عید'' اپنے مأخذ کے لحاظ سے کچھ ہی معنٰی رکھتا ہو مگر محاورہ اور عرفِ عام میں وہ ہندی لفظ ''تہوار'' کا مفہوم ادا کرتا ہے۔

''عید'' اور ''تہوار'' میں فرق :

جہاں تک عربی لغت کا تعلق ہے عید اور تہوار ایک ہی مفہوم کے دو نام ہیں یعنی جس کو تہوار کہا جاتا ہے اُسی کو عید بھی کہا جائے گا اور حقیقت یہ ہے کہ عرب کے قومی مذاق نے بھی عید اور تہوار میں کوئی خاص فرق نہیں کیا تھا بقول حضرت سیّدنا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ جس طرح اِیران کے عجمی دو تہوار ''نوروز'' اور ''مہرجان'' منایا کرتے تھے مدینہ کے عرب بھی اِن دونوں تہواروں کے عادی ہو چکے تھے، اِیرانی اِن دونوں تہواروں کے لیے فارسی الفاظ ''نوروز'' اور ''مہرجان'' اِستعمال کیا کرتے تھے عربوں نے اِن کے لیے اپنے یہاں کا ٹکسالی لفظ ''عید'' بولنا شروع کر دیا تھا یعنی ایک ہی رُوح کے لیے دو قالب اور ایک ہی منشاء کی تعبیر کے دو عنوان تھے ایک فارسی اور ایک عربی۔

خاتم الانبیاء رحمۃ اللعالمین ﷺ اللہ عزوجل کا آخری پیغام اور نوعِ اِنسان کے لیے مکمل ترین تہذیب لے کر مدینہ طیبہ پہنچے تو آپ نے جس طرح قوم کی تمام عادتوں اور اُن کے ہر ایک رسم ورواج پر تنقیدی نظر فرما کر اِصلاح فرمائی اِس رسم پر بھی تبصرہ فرما کر اِس کی اِصلاح فرمائی اَبْدَلَکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا مِّنْھُمَا یَوْمَ النَّحْرِ وَیَوْمَ الْفِطْرِ [1] یعنی اللہ نے اِن دونوں کے بدلے میں دو تہوار دیے ہیں جو اِن دونوں سے بہتر ہیں ''عید قربانی'' اور ''عید الفطر'' یعنی یہ حقیقت کہ خوشی کے دِن چھوٹے اور بڑے سب ہی حسبِ حیثیت عمدہ لباس پہنیں، بن سنور کر نکلیں، ملیں جلیں اور خوشی منائیں، اِس حقیقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ترمیم کر دی گئی کہ یہ دو دِن ''نوروز'' اور ''مہرجان'' نہیں بلکہ ''فطر'' اور ''اَضحیٰ'' کے دو دِن ہیں۔

---

[1] السُّنن الکبرٰی للبیھقی رقم الحدیث ۶۱۲۳

ایسا کیوں ؟ :

کیا معاذ اللہ ! قومی تعصب تھا جس نے یہ ترمیم ضروری قرار دی یا کوئی اِصلاحی مقصد تھا جس کے لیے یہ ترمیم ضروری سمجھی گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ دینِ فطرت یعنی اِسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ''فطرت'' کا گلا نہیں گھونٹتا اَلبتہ اِس کی کج روی اور بے اِعتدالی دُور کر دیتا ہے اِس کا یہ فعل یہاں بھی ہوا ہے یعنی فطری مطالبہ کو پورا کرتے ہوئے اِس میں وہ خوبی پیدا کر دی گئی ہے کہ وہ صرف نفسانی اور مادّی چیز ہی نہیں رہی بلکہ سراسر عبادت اور ایک رُوحانی حقیقت بن گئی ہے۔

اِسلامی تعلیم کا حاصل یہ ہے کہ خوشی ضرور مناؤ فطرت کے اِس تقاضے کو کہ سال میں ایک دو روز ایسے ضرور ہوں جن میں اپنی تہذیب قومی اور مِلّی شان وشوکت کا مظاہرہ ہو ضرور پورا کیا جائے مگر اِن دِنوں کے مقرر کرنے اور منانے میں زمانۂ جاہلیت کا ذوق اور جاہلانہ جذبات کارفرما نہ ہوں بلکہ اِس کا محرک کوئی سچا اور پاک جذبہ ہونا چاہیے۔ آباء پرستی حرام ہے، مادّہ پرستی شرک ہے اور ایسا ترنگ اور ایسی عیش وعشرت جو جامۂ اِنسانیت کو چاک اور جبینِ تہذیب کو داغدار بنا دے خود تہذیب پر ظلم ہے لہٰذا ''عکاظ'' اور ''ذی المجاز'' جیسے تہوار اور میلے جن میں خاندانی عظمت اور آباؤ اَجداد کے مفاخر میں فصاحت و بلاغت کی تمام طاقتیں صرف کر دی جائیں یا نوروز اور مہرجان جیسے تہوار جن میں موسمِ بہار کے نام پر زندگی کی بہار میں بحران پیدا کیا جائے اور خورد ونوش کی وسعت کو رقص وطرب کے دائرہ تک پہنچا کر عیش وعشرت کی داد دی جائے، یہ اِنسانیت وتہذیب وشرافت کی پیشانی پر بدنما داغ ہیں، اِن میں سے ایک ایک کو مٹ جانا چاہیے یعنی اِسلام کا بنایا ہوا تہوار نسلی برتری، خاندانی فخر وعظمت، آباؤ اَجداد کے مفاخر یا موسمِ بہار وخزاں کے مادّی اَثرات کی بناء پر نہیں ہونا چاہیے بلکہ آباء پرستی کے بجائے خدا پرستی، خاندانی فخر وعظمت کے بجائے اِخلاص وللّٰہیت اور عیش وعشرت کے بجائے اِیثار وقربانی کے جذبات اِس میں کارفرما ہونے چاہئیں اور وہ دِن ایسے ہوں کہ اُن سے اگر یاد ہو سکے تو اِنہی پاک جذبات کی اور اِنہی مقدس رُجحانات کی تاکہ اِنسانی فطرت کا تقاضا اِسی طرح پورا ہو کر عبدیت وبندگی، خدا پرستی اور اِنسانی شرافت وعظمت کے آثار بھی نمایاں رہیں اور اِسلام جس اِنسانیت کی

تعلیم دیتا ہے اُس کی زندہ تصویر سامنے آسکے اور جو اِنفرادی طور پر زندگی کا نصب العین اِن اِلہامی الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے ﴿اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ﴾ [1] یہ مقدس نصب العین اِجتماعی صورت میں بھی سامنے آجائے۔

اِسلام نے خدا پرستی کی تصویر میں اِخلاص و صداقت کا رنگ بھرنے کے لیے سب سے پہلے روزے کی تلقین کی ہے جس کی شانِ اِخلاص کا اَندازہ حدیثِ قدسی کے اِس جملہ سے ہوسکتا ہے اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ [2] روزہ صرف میرے لیے ہے اور میں ہی اِس کی جزاء دُوں گا۔ اِخلاص واِیثار اور قربانی کی آخری حد وہ ہے کہ اِنسان سب کچھ حتی کہ آل واَولاد کو بھی قربان کرڈالے۔

اِسلام نے فطرتِ اِنسان کو دعوت دی کہ شان وشوکت، زیبائش وآرائش اور اِنبساط ومسرت کی تمام جلوہ آرائیاں، اِخلاص وصداقت کے اِن ہی دومحوروں پر ہونی چاہئیں۔

(۱) جب ماہِ رمضان ختم ہوا اور ایک خدا پرست اِیثار واِخلاص، خدمتِ خلق اور ہمدردیٔ نوع کا ایک کورس پورا کرا چکے ہیں اِس کا نام ''عیدالفطر'' ہے یعنی مسرت کا وہ دِن جس کا محرک اور منبع یہ ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ گزارنے کے بعد آج روزہ کشائی ہوئی ہے۔

(۲) جب والہانہ جذبات کے ساتھ اِس ''بیتِ عتیق'' میں حاضری ہو جس کے بانی حضرت اِبراہیم علیہ السلام نے پہلے اِس ''وادیٔ غیر ذی ذرع'' میں اپنی مالوفات رفیقۂ حیات حضرت ہاجرہ اور شیر خوار لختِ جگر حضرت اِسماعیل علیہ السلام کو چھوڑ کر اِس کے بعد اِنسانی تمناؤں کے آخری سہارے کو قربان کرکے عاشقانِ پاک طینت کے لیے مقدس مثال قائم کی تھی۔

یہ دو عیدیں ہیں جن کی اِسلام نے تعلیم دی ہے اِن کے سلسلہ میں لکھنے اور کہنے کی باتیں تو بہت کچھ ہیں مگر مناسب اور بہتر یہ ہے کہ قول کی بجائے فعل کی طرف توجہ دی جائے۔

---

[1] بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔
[2] بخاری شریف کتاب التوحید رقم الحدیث ۷۴۹۲